مولانا فیضان المصطفیٰ مصباحی☆

امام احمد رضا کے سائنسی نظریات

"اگر میں یہ کہوں کہ امام احمد رضا ماضی قریب کے ایک ایسے سائنسداں کا نام ہے جس کی سائنسی تحقیقات اور تحریریں ماضی اور حال کے تمام سائنس دانوں کے لئے ایک چیلنج ہیں تو شاید لوگ مجھے غلط تصور کریں گے، لیکن حقیقت کا انکار کسی کے بس کی بات نہیں، چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی۔"

رواں صدی کے اوائل میں ہندوستان کی سرزمین پر علم وحکمت کی ایسی عظیم شخصیت گزری جس کی حقیقی تصویر کشی تحریر وقلم کی پہنچ سے باہر ہے جسے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ علم وفن کا وہ ایسا عبقری تھا کہ فقہ پریشان ہے اور عقل حیران کہ کون سا وہ علم ہے جس پر آپ کو عبور نہیں، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بڑی تعداد میں ایسے علوم کی ہے جس میں امام احمد رضا کو مہارت تھی اور آج روئے زمین پر اس کا واقف مشکل ہی سے ملے گا، تاریخ کی یہ کتنی حیرت انگیز تصویر ہے کہ جسے زمانہ ایک مولوی سمجھ رہا تھا آج کے ماہرین اس کی علمی تحریریں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس مقام پر ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

علم جفر جو چند اصول وقواعد کے ذریعہ غیبی امور کے جاننے کا نام ہے جس کا واقف اس دور میں شاید ہی کوئی ہو، اس میں امام احمد رضا کو خاصی دسترس تھی۔ خود فرماتے ہیں'' کہ علم جفر نہ کسی استاد سے سیکھا نہ کسی سے مذاکرہ ہوا، بلکہ حضرت سید ابوالحسن نوری میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے اس کا ایک قاعدہ تذکرۃً تعلیم فرمادیا تھا، اس ایک قاعدہ سے کئی اور قواعد معلوم کر لیے، پھر اس علم کی ایک اہم کتاب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہاتھ لگی۔ اس پر محنت صرف کی، گویا کہ جفر سے ہی سیکھا، اور اس میں ایک رسالہ " سفر السفر عن الجفر بالجفر" لکھا، زیارت حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوا تو سوچا کہ یہ پوری دنیا کا مرکز ہے جہاں دنیا بھر کے اہل علم اکٹھا ہوتے ہیں۔ شاید کوئی ایسا ملے جو علم جفر کا ماہر ہو تو اس سے اس کی تکمیل کرلیں، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ مولانا عبدالرحمٰن دہان اس کے ماہر ہیں۔ یہ سن کر خوشی ہوئی ملاقات ہوئی اور کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو قواعد مولانا عبدالرحمٰن دہان ؒ کے ناقص تھے ان کی قدرے تکمیل ہوگئی۔ مولانا سید حسین مدنی عرب سے بریلی تشریف لائے اور چودہ مہینہ بریلی شریف میں قیام کر کے اعلیٰ حضرت سے علم جفر کا درس لیا۔ ان کے لیے اور دیگر عرب علماء کے لیے امام احمد رضا نے علم جفر وتکسیر میں ایک مستقل رسالہ" اطائب الاکسیر فی علم التکسیر" بزبان عربی املا کرایا۔ جب انہوں نے علم جفر کے قواعد کی تکمیل کرلی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پاس جس قدر بھی مسودے، نسخے اور زائچے خود طبع زاد تھے سب رخصت ہوتے وقت انہیں کے حوالے کردیا اور ہمیشہ کے لئے اس علم سے دست بردار ہوگئے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں علوم کے جتنے شعبے اب تک دریافت کیے ہیں ان تمام میں نہ صرف یہ کہ آپ کی دسترس کے شواہد موجود ہیں بلکہ آپ کی تصنیفات میں ان کی اعلیٰ تحقیقات بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جس شعبہ میں آپ کی علمی خدمات سے لوگوں کو واسطہ پڑا اس شعبہ میں آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آئی، اور جس سے واسطہ نہ پڑا وہ اب تک پردۂ خفا میں ہے، انہیں میں ایک سائنس بھی ہے۔ امام احمد رضا کو سائنس میں کس قدر دسترس تھی؟ ان کے سائنسی تخیلات کی حد کیا تھی؟ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے بجائے اگر میں یہ کہوں کہ امام احمد رضا ماضی قریب کے ایک ایسے سائنسداں کا نام ہے جس کی سائنسی تحقیقات اور تحریریں ماضی اور حال کے تمام سائنسدانوں کے لئے ایک چیلنج ہیں تو شاید لوگ مجھے غلط تصور کریں گے، لیکن اس کے باوجود حقیقت کا انکار کسی کے بس کی بات نہیں، چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی۔

دراصل اشیا کے حقائق دریافت کرنے اور انہیں پرکھنے کا نام سائنس ہے۔ مگر امام احمد رضا کے سائنسی نظریات کا محور اسلامی نظریات ہیں، کیونکہ موجودہ سائنس آزاد اور بے لگام ہے، اس کے لئے کوئی دائرہ نہیں۔ جب کہ امام احمد رضا کی سائنس اسلامی دائرہ میں گردش کرتی ہے، اور شریعت وحقیقت سے متجاوز نہیں ہوتی۔ یہ اس ایمان و یقین کی بنا پر ہے جو اسلامی نظریات کی حقانیت کے سلسلے میں آپ کو تھا۔

☆ایم، اے، استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

اس کا ایک واضح اشارہ آپ کے کلام میں ملتا ہے کہ جب آپ کے سامنے تجویز پیش کی گئی کہ اسلامی لٹریچر کو سائنسی طرز فکر کے مطابق کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا: سائنس اس طرح مسلمان نہ ہوگی، ایسے تو اسلام نے سائنس کو قبول کیا، نہ کہ سائنس نے اسلام، بلکہ اس کا طریقہ یہ کہ وہ اسلامی نظریات جن سے سائنس متصادم ہے انہیں ثابت کیا جائے اور سائنسی طرز فکر سے ہی ان کی حقانیت واضح کی جائے۔

ایسا آپ نے عملی طور پر کر کے بھی دکھایا کہ بعض وہ اسلامی نظریات جن سے سائنس داں اختلاف کرتے ہیں، انہیں ثابت کرنے کے لئے آپ نے بھر پور کوشش کی، چنانچہ موجودہ سائنس داں نظام کائنات کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ سورج اس کا مرکز ہے جو ساکن ہے، زمین اس کے گرد ایک سیارے کی حیثیت سے گھوم رہی ہے جس سے دن رات اور موسم کا اختلاف ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی نظریہ یہ ہے کہ زمین ساکن ہے، سورج گردش کر رہا ہے اور سورج کی گردش سے ہی دن رات اور موسم کا اختلاف ہے۔ قرآن میں ہے کہ "بیشک اللہ روکے ہوئے ہے آسمان اور زمین کو تا کہ جنبش نہ کریں، اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا، بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے" (سورۂ فاطر ۴۰؍پ ۲۳؍رکوع ۲)۔ سائنس اپنے نظریہ کی تائید میں بیشمار دلائل پیش کرتی ہے۔ مگر امام احمد رضا نے اس سلسلہ میں ایک مستقل کتاب "فوز مبین در رد حرکت زمین" تصنیف فرمائی، جس میں پچاس دلائل سے سائنس کے نظریات اور دلائل کی بین تردید فرمائی کہ مجال دم زدن نہیں، پھر اس کے بعد چون دلائل قاہرہ سے زمین کا سکون ثابت کیا، یعنی پورے ۱۰۴ دلائل عقلیہ سے سائنسی نظریہ کو رد کیا اور اسلامی نظریہ کا اثبات کیا۔ پوری کتاب علم ہیئت، ہندسہ، لوگارثم ریاضی اور فلکیات کی شاہ کار ہے۔ اس میں زمین کی حرکت ماننے پر بے شمار استحالے ثابت کیے ہیں۔

آپ کی پانچ سو سے زائد تصنیفات مختلف مقامات پر سائنسی تحقیقات سے لبریز ہیں، خصوصا فتاویٰ رضویہ میں جگہ جگہ نادر سائنسی تحقیقات ملتی ہیں، چنانچہ پانی کا رنگ کیا ہے، اس سلسلہ میں آپ کی تحقیقات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ پانی کے بے رنگ ہونے پر آپ نے اعتراض کیا ہے، یوں ہی پانی کا رنگ نیلا اور سفید ہونے پر بھی اعتراض کیا ہے، پھر آپ نے تجربات وشواہد سے ثابت کیا ہے کہ پانی کا رنگ خفیف سیاہ مائل ہے۔

"ھدیۃ المتعال فی حد الاستقبال" میں جہت قبلہ کے سلسلہ میں آپ نے انفرادی تحقیقات فرمائی ہیں، اور ثابت کیا کہ قطب ستارہ کو داہنی طرف مان کر سمت مواجہہ میں قبلہ ہونے کا اصول درست نہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ بریلی کی مسجدیں قبلہ سے دو درجہ شمال اور بمبئی کی بیشتر مساجد قبلہ سے دس درجہ قبلہ جنوب کو ہٹی ہوئی ہیں، اس سلسلہ میں قبلہ کی تعیین کے لئے ایسے اصول ایجاد کیے کہ خود فرماتے ہیں "ان پر عمل کرتے ہوئے اگر سارے حجابات ہٹا دیے جائیں تو قبلہ عین نگاہ کے سامنے ہوگا۔ اس سلسلہ میں آپ کا رسالہ "کشف العلۃ عن سمت القبلۃ" مستقل تصنیف اور لائق مطالعہ ہے۔ اپنی تصنیف "الکشف شافیا لاحکام فونوجرافیا" میں آواز کے سلسلے میں آپ نے بڑی نادر سائنسی تحقیقات فرمائی ہیں جو آپ ہی کا حصہ ہے۔ جس میں آپ نے آواز کی حقیقت اور صوتی تموج کی کامل تحقیق فرمائی ہے۔ علم الہندسہ (جیومیٹری) کا تفصیلی تذکرہ آپ کی تصنیفات مثلاً شمائم العنبر، فتاویٰ رضویہ، فوز مبین، کشف العلۃ وغیرہ میں جا بجا ہے۔ علم الارض سے متعلق آپ کی تحقیقات اجتہادی درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر رسالہ "حسن التعلیم لبیان حد التیمم" میں ہے، جس میں جنس ارض سے ہونے کے لئے پانچ صفات، جلنا، پگھلنا، نرم پڑنا، راکھ ہونا، آگ سے نرم ہو کر مائل صنعت ہو جانا، بیان کر کے بتایا کہ اصل میں یہ سب تین یا دو کی طرف راجع ہیں۔ ان تحقیقات میں آپ نے ایسے ایسے پتھروں کا بیان کیا ہے جو پوری دنیا میں ایک دو ہی خطہ میں پائے جاتے ہیں۔ جن جن پتھروں سے تیمم جائز ہے فقہائے کرام نے اس کی جتنی قسمیں بتائی ہیں آپ نے اس پر ایک سو سات اقسام کا اضافہ کیا ہے، جس میں پوری تشریح و تفصیل ہے، ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

"یوہیں جس در و دیوار یا چھت پر صندلہ یا سمنٹ پھرا ہو، جس در و دیوار پر بالوتر ہو، جن پر بادامی، لاکھی، سرخ، سبز، زرد، دھانی، آسمانی، کتھی، زنگاری، خاکی، فاختئی، پیازی، فیروزی، رنگتیں ہوں کہ اگر چہ سرخ میں شنجرف، سبز میں منصوع توتیا، آم کی چھال، بکائین کے پتے، زرد میں کبھی ملتانی کے سوا ٹیسو کے پھول، دھانی میں کبھی سبز گل کے سوا وہی توتیا چھال، آسمانی میں کولا مصنوع، لاجورد، کتھی میں ببول کی چھال، زنگاری میں سبز توتیا، خاکی میں کولا، فاختئی میں لاجورد، پیازی میں پیوڑی، فیروزی میں توتیا وغیرہ وغیرہ اشیائے غیر کی آمیزش ہے۔ مگر بہر صورت اصل گٹی ہے، اس کا حصہ کثیر وغالب اور ان کا خلط اس میں رنگت لانے کے لئے ہوتا ہے، پکی قبر کہ وہاں ظن نجاست نہیں، سنگ مرمر، سنگ موسیٰ، سنگ سپید، سنگ سرخ، چوکا گہرا سبز، سنگ ستارہ

سرخی مائل بہت چمکدار ذرے ذرے نمایاں، گئودنتی سپید نیلگو جھلکدار اس کے نگینے بھی بنتے ہیں، حجر الیہود، مقناطیس، سنگ سماق جس کے کھرل مشہور ہیں، سان، سلی، کرنڈ، کسوٹی، چقماق، ریل کا کولا کہ پتھر ہے، سلیٹ، ترکستان کا وہ پتھر کہ لکڑی سا جلتا ہے، شام شریف کا وہ پتھر کہ آگ میں ڈالے سے لپٹ دیتا ہے، صقلبہ کا وہ پتھر کہ گرم پانی سے مشتعل ہوتا ہے اور تیل سے بجھتا ہے، حجر الفتیلہ جس کی بتی بنا کر جلاتے ہیں، ان چاروں پتھروں کا بیان اوپر گزرا، بلور معدنی پتھر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ اول ص: ۶۹۷)

آپ نے یہ تحقیق بھی پیش کی کہ سورج افق پر نمودار ہونے سے پہلے، یوں ہی ڈوب جانے کے بعد بھی کیوں دکھائی دیتا ہے؟ جس میں بتایا کہ شعاعیں سفر کرتی ہوئی ملأ کثیف سے ملأ لطیف میں جب داخل ہوتی ہیں تو کس طرح منعطف ہو جاتی ہیں، جیسے پانی میں کوئی ڈنڈا یا چھڑی اس طرح ڈالی جائے کہ کچھ حصہ پانی میں ہو اور کچھ باہر، تو پانی والا حصہ کج معلوم ہوگا۔ آپ نے زمین اور دیگر سیاروں میں کشش ثقل ماننے سے انکار کیا ہے اور اشیا کے اوپر سے نیچے آنے کا سبب خود اس ثقیل شئے کا اقتضا بیان کیا ہے۔ سمندر میں مد و جذر کا سبب چاند قرار دینے پر آپ نے زبردست اعتراضات کیے ہیں، ان میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اگر چاند ہی سے مد و جذر ہے تو پھر دریاؤں اور بڑے تالابوں میں مد و جذر کیوں نہیں، کیا یہاں چاند بے اثر ہو گیا؟ پھر آپ نے سمندر کے مد و جذر کی وجہ کی طرف اشارہ اس حدیث سے کیا ہے جس میں فرمایا گیا کہ "ان تحت البحر نارا" مگر چونکہ طبعیات کے اسباب و علل کی تحقیق کو آپ نے اپنا منصب نہیں بنایا ورنہ تھوڑی توجہ فرما دیتے تو مسلمانوں کو مغربی سائنسدانوں سے بے نیاز کر دیتے۔

پانی میں مسام ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔ "نہیں، کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے، ضرور ہے کہ جو مسام فرض کیے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں نہ بھرے گا۔ اور مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہیں اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں، جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھنا محسوس ہوگا۔ مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص بآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے، تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں، بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں سے فرض کیجئے جس میں کہیں روزن نہ ہو، اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی، اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو بآواز بلند پکاریں۔ مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں۔ آواز پہنچنے کے لئے خلائے فاصل میں تموج چاہئے، مسام کی کیا حاجت۔ ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی، آئینے میں نہ تموج نہ مسام، لہٰذا نہ پہنچے گی، پختہ و خام عمارت میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صوت ہے۔ ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی، تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی جتنی کہ ہوا میں (الملفوظ اول ص: ۱۴۸)

فتاویٰ رضویہ اول میں یہ تحقیقات موجود ہیں کہ آئینہ میں دراڑ پڑ جائے تو وہاں سفیدی کیونکہ معلوم ہوتی ہے؟ پانی جم کر برف بن کر سفید کیوں نظر آنے لگتا ہے؟ بلور اور شیشہ وغیرہ پسنے سے سفید کیوں نظر آتے ہیں؟ عناصر اربعہ کے ایک دوسرے سے بدلنے کی کل کتنی صورتیں ہیں؟ کان کی ہر چیز گندھک اور پارہ کی اولاد ہے، وغیرہ۔ یوں ہی آج کل میڈیکل سائنس کا یہ نظریہ کہ بہت سے امراض متعدی ہوتے ہیں، اسے بھی آپ نے تسلیم نہیں کیا، اس سلسلے میں آپ کا ایک مستقل رسالہ ہے، آپ کا نظریہ ہے کہ دراصل کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں تو اس کے لئے اللہ ان امراض کو ان کے حق میں متعدی بنا دے گا، کہ ارشاد ہے "انا عند ظن عبدی بی"۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ آپ کی سائنسی تحقیقات پر بھی کام ہو رہا ہے، اور ریسرچ اسکالرس اس سلسلے میں مصروف ہیں، خصوصاً آپ کی مذکورہ تصنیف "فوز مبین در رد حرکت زمین" کی طرف محققین کی توجہ کی شدید ضرورت ہے جس کی طرف اب محققین بڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں آپ کی شخصیت اور کارناموں پر تحقیقات جاری ہیں۔ ۞